بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے

﴿ایک علمی مذاکرہ﴾

﴿ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت سے اقتباس﴾

﴿بحوالہ "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، مؤلف: مفتیِ اعظم محمد مصطفیٰ رضا، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ، ص:99﴾

مؤلف: مفتیِ اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان

مؤلف: ”تحفۂ حنفیہ“ کی جلد پیشِ نظر تھی، اس کا یہ مکالمہ ملا۔ خیال ہوا کہ اسے بھی ملفوظات میں شامل کرلیا جائے کہ نہایت مُفید اور ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہے۔ ۲۵/ جمادی الاولیٰ روز پنجشنبہ ۱۳۱۶ھ کو وقتِ چاشت جناب مولوی سید محمد شاہ صاحب صدرِ دوم ندوہ ابنِ مولوی سید حسن شاہ محدّث رامپوری مع گرامی جناب سید نوشہ میاں صاحب و جناب مولوی سید محمد نبی صاحب مختار و جناب تصدق علی صاحب وکیل۔ صاحب حجتِ قاہرہ، مجددِ مِاۃِ حاضرہ حامیِ اہلسنت اعلیٰ حضرت قبلہ دامت برکاتہم کے یہاں آئے اور دیر تک ایک نفیس جلسہ دلکشا مذاکرہ علمی کا رہا۔

میاں صاحب سے مراد جناب صدرِ دوم ندوہ ہیں۔ جو الفاظ دو خط ہلالی کے اندر (یعنی() میں) ہوں وہ فقیر محررِ سطور [یعنی خود مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ] کے ہیں۔

میاں صاحب: (بعد سلام و مصافحہ و باہمی گفتگوئے مزاج پرسی) میں حَسَن شاہ محدّث کا بیٹا ہوں۔

ارشاد: جناب میں اُن کے فضائل سے واقف ہوں اور آپ سے بھی ایک بار نیاز حاصل ہوا تھا۔

میاں صاحب: میں بالقصد ایک بات آپ سے گذارش کرنے کو آیا ہوں اگرچہ آپ کی طبیعت علیل ہے (مسہلات ہو رہے ہیں) آپ کو تکلیف ضرور ہوگی مگر بات ضروری ہے اور اس میں آپ کی رائے دریافت کرنی ہے۔

ارشاد: میں حاضر ہوں جو فہمِ قاصر میں آئے اسے گذارش بھی کروں گا، اگرچہ ”رایُ العلیل علیل“

میاں صاحب: میری رائے یہ ہے کہ کسی کو بُرا کہنا نہ چاہیے اس لیے کہ صائب نے کہا ہے ؎

دھنِ خویش بدشنام میالا صائب
کیں زر قلب بھر کس کہ دھی باز دھد

[ترجمہ: اے صائب گالی گلوچ سے اپنا منہ آلودہ نہ کر کیونکہ جسے تو برا کہے گا اس کے دل سے بھی وہی صدا نکلے گی۔ ت]

رسالہ ”سبل السیوف الهندیة علی کفریات بابا النجدیة“ میاں صاحب کے پاس پہنچ چکا تھا، یہ نصیحت اس بنا پر تھی۔

ارشاد: بہت بجا فرمایا۔ جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ و شافعیہ وغیرہما فرق اہلسنت میں وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش دُشنام جس سے دَہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہیے۔

میاں صاحب: کچھ اختلافاتِ فروعی کی قید نہیں۔ زمانۂ رسالت میں دیکھیے: منافق لوگ کیسے مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے، نمازیں ساتھ پڑھتے، مجالس میں پاس بیٹھتے، شریک رہتے۔

ارشاد: ہاں صدرِ اسلام میں ایسا تھا مگر اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمادیا کہ (ندوے کاسا) یہ گھال میل جو ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں یوں رہنے نہ دے گا ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کردے گا۔

قال اللہ تعالیٰ: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (پ۴، ال عمران:۱۷۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے۔

اس کے بعد آپ کو معلوم ہے کیا ہوا؟ بھری مسجد میں خاص جمعے کے دن علی رؤوس الاشھاد [یعنی برسرِعام] حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا "یَا فُلَان فَاخْرُجْ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ، اُخْرُجْ يَا فُلَان فَإِنَّكَ مُنَافِق" اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ (یہ حدیث طبرانی و ابنِ ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی) (المعجم الاوسط، الحدیث:۷۹۲، ج:۱، ص:۲۳۱)

مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ اُن کا ہے جنہیں رب العزت عز جلالہ رحمۃ للعالمین فرماتا ہے، جن کی رحمت رحمتِ الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

میاں صاحب: دیکھیے فرعون کے پاس جب موسیٰ کو بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (پ۱۶، طٰہٰ:۴۴)

اُس سے نرم بات کہنا۔

ارشاد: مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط (پ:۱۰، التوبہ:۷۳)

اے نبی جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت و سختی کر۔

یہ اُنہیں حکم دیتا ہے جن کی نسبت فرماتا ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ (پ۲۹، القلم:۴)

بے شک تو بڑے خلق پر ہے۔

تو معلوم ہوا کہ مخالفانِ دین پر شدت و غلظت منافی اخلاق نہیں بلکہ یہی خلق حسن ہے۔

میاں صاحب: میری مراد کافروں سے نہیں۔(منافقین اور فرعون شاید مسلمان ہوں گے!)

ارشاد: جی آپ کی بہر کس[یعنی "ہر کسی"] تو سب کو عام تھی۔ خیر اب کوئی دائرہ محدود کیجیے۔

میاں صاحب: جو کلمۂ کفر کہے اسے ان لفظوں سے بیان کیجیے کہ میرے فلاں بھائی نے جو بات کہی ہے میرے نزدیک یہ کلمۂ کفر معلوم ہوتی ہے۔

ارشاد: کفریات بکنے والا بحمد للہ میرا بھائی نہیں اور جب اس کا کلمۂ کفر ہونا ثابت ہو تو ان گرے لفظوں کی کیا حاجت کہ "میرے نزدیک ایسا معلوم ہوتا ہے" جس سے عوام سمجھیں کہ احتمالی بات ہے، شک ہے۔

میاں صاحب: میرے نزدیک ضرور کہنا چاہیے۔

ارشاد: جب دلیلِ شرعی قائم ہو تو ضرور صاف کہنا چاہیے۔

میاں صاحب: خیر یہ کہو کہ کلمۂ کفر کہا مگر گمراہ نہ کہو۔

ارشاد: کیا خوب گمراہی کفریات بکنے سے بھی کسی بدتر چیز کا نام ہے؟

میاں صاحب: یوں تو داڑھی منڈا فاسق بھی گمراہ ہے مگر عرف میں گمراہ بہت بُرا لقب ہے۔

ارشاد: داڑھی منڈانے والا کہ اسے فعلِ حرام جانے فاسق ہے گمراہ نہیں، مگر قائلِ کفریات ضرور گمراہ ہے۔

میاں صاحب: کوئی قائلِ کفریات ہو بھی! اب آپ نے اتنے بڑے عالم محدث (اسماعیل دہلوی) جس کی عمر خدمتِ حدیث میں کٹی، کو قائل کفریات بنا دیا۔

ارشاد: "سبل السیوف" آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے؟

میاں صاحب: ہاں۔

ارشاد: میں نے اس میں کافر لکھا ہے؟

میاں صاحب: نہیں کافر نہیں لکھا۔(الحمد للہ یہ بھی غنیمت ہے ورنہ بہت وہابیہ تو یہی رو رہے ہیں کہ تکفیر کر دی۔)

ارشاد: تو جس قدر میں نے لکھا ہے وہ ضرور ثابت اور خدمتِ حدیث مسلَّم بھی ہو تو اس سے انتفائے ضلالت لازم نہیں۔قال اللہ تعالیٰ: وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (پ۲۵،الجاثیہ:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے اسے باوصف علم کے گمراہ کیا۔

میاں صاحب: اب آپ نے لکھ دیا کہ انہوں نے کہا ہے: خدا کے سوا کسی کو نہ مانو۔

ارشاد: جی چھپی ہوئی کتاب موجود ہے،یہی لفظ جابجا دیکھ لیجیے۔

میاں صاحب: یہ کون ہے گا کہ نبی کا اعتقاد نہ رکھو۔

ارشاد: حضرت اُردو زبان ہے۔آپ ہی فرمائیے کہ ماننے کے معنی کیا ہیں؟

میاں صاحب: بھلا ہم نبی کو نہ مانتے تو مڈل نہ پڑھتے کہ نوکری ملتی۔حدیث کیوں پڑھتے؟

ارشاد: یہ آپ اپنی نسبت کہیے۔اُس کے وقت نہ مڈل تھا نہ مڈل کی نوکری۔

مولانا حسن رضا خان صاحب: حضرت پچیس برس کی عمر کے بعد نوکری ملتی بھی تو نہیں۔

میاں صاحب: بھلا کوئی نبی کی شان میں گستاخیاں کرے گا؟

ارشاد: کیا معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل جانا بتانا گستاخی نہیں؟

میاں صاحب: (انکاری لہجے میں) ہوں۔کس نے کہا ہے؟

ارشاد: اسمٰعیل نے۔

میاں صاحب: کوئی نہیں۔بھلا کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہے؟

ارشاد: "تقویۃ الایمان" چھپی ہوئی موجود ہے،دیکھ لیجیے۔

میاں صاحب: بھلا کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہے ہے؟

ارشاد: جی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان میں کہا ہے،دیکھ لیجیے نا۔

سید مختار صاحب: جناب میاں صاحب اُس کے کلمات ضرور یہاں ایسے ہیں جن سے دل دُکھتا ہے۔ یہ (یہ اعلیٰ حضرت قبلہ) اِن کے سبب جوش میں ہیں۔

میاں صاحب: مولوی روم نے مثنوی میں لکھا ہے کہ اے اللہ تو ظالم ہے جتنا چاہے مجھ پر ظلم کیے جا، تیرا ظلم مجھے اوروں کے انصاف سے اچھا لگتا ہے۔

ارشاد: مولانا قدس سرہ نے اللہ عزوجل سے یوں عرض کی ہے؟

میاں صاحب: جی مولانا نے۔

ارشاد: مثنوی شریف لاؤ۔ مولوی محمد رضا خاں صاحب [یعنی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی] مثنوی شریف لائے، جناب میاں صاحب کے سامنے رکھ دی۔ میاں صاحب نے ہاتھ سے ہٹا دی۔

ارشاد: حضرت بتائیے کہاں لکھا ہے؟

میاں صاحب: (مثنوی شریف اور ہٹا کر) اب اسی میں لکھا ہے:

"گہ شہید دیدہ از ۔۔۔۔۔۔ خر"

خر کے ساتھ شہید کا لفظ دیکھیے۔

ارشاد: یہ فسق پر استہزا ہے۔ فرمایا:

ذُقۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡکَرِیۡمُ (پ:۲۵، الدخان:۴۹)

ترجمۂ کنز الایمان: چکھ ہاں ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے۔

اسی حکایت کی سرخی میں ہے:

"جان من ۔۔۔۔ رادیدی و کدوراندیدی"

جناب نے یہ نہ دیکھا کہ مولانا کا یہ ارشاد تو ہماری دلیل ہے۔ جب ایک فاسقہ کی نسبت اکابرِ دین ایسے کلمات فرماتے ہیں تو گمراہانِ بد دین زیادہ مستحقِ تشنیع و توہین ہیں۔

میاں صاحب: اب آپ ہی جو اپنے آپ کو عبد المصطفےٰ لکھتے ہیں؟

ارشاد: یہ مسلمان کے ساتھ حسنِ ظن کی خوبی ہے! رب العزت جل جلالہ نے قرآن عظیم میں جو فرمایا:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (پ:۱۸،النور:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔

اسے بھی شرک کہہ دیجیے۔ (حضرت عالم اہل سنت نے اپنے قصیدے "اکسیر اعظم" ۱۳۰۲ھ کی شرح "مُجیر معظم" ۱۳۰۲ھ میں تحریر فرمایا ہے، شاہ ولی اللہ صاحب نے "اِزَالَۃُ الخفا" میں حدیث نقل کی ہے: امیر المومنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا "كُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ" میں حضور کا بندہ اور حضور کا خادم تھا۔ [المستدرک علی الصحیحین، کتاب العلم، خطبۃ عمر بعد ماولی علی الناس، الحدیث:۴۴۵، ج۱، ص:۳۳۳] اس مسئلے کی بحث کافی اسی کتابِ مستطاب میں ہے۔)

میاں صاحب: خیر بھائی تمہیں اختیار ہے بُرا کہو بُرا سنو۔

ارشاد: کافر کو کافر، رافضی کو رافضی، خارجی کو خارجی، وہابی کو وہابی ضرور کہا جائے گا اور وہ ہمیں برا کہیں تو اس کی کیا پرواہ! ہمارے پیشواؤں صدیق و فاروق کو انتقال فرمائے ہوئے تیرہ سو برس گزرے آج تک اُن کا برا کہنا نہیں چھوٹتا۔

میاں صاحب: ایسے ہی وہ [یعنی فریق مخالف] بھی کہتے ہیں پھر اس سے کیا حاصل؟

ارشاد: ضرور حاصل ہے۔ حدیث میں فرمایا:

اَتَرْعُوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتٰى يَعْرِفُهُ النَّاسُ اُذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيْهِ يَحْذَرْهُ النَّاسُ

کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو! لوگ اسے کب پہچانیں گے؟ فاجر کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔

(یہ حدیث امام ابو بکر ابنِ ابی الدنیا نے کتاب "ذَمُّ الْغِيْبَة" اور امام ترمذی محمد بن علی نے "نوادر الاصول" اور حاکم نے "کتاب الکنٰی" اور شیرازی نے "کتاب الالقاب" اور ابنِ عدی نے "کامل" اور طبرانی نے "معجم کبیر" اور بیہقی نے "سنن کبریٰ" اور خطیب نے "تاریخ" میں حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خطیب نے "رواۃ مالک" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی) [موسوعۃ ابن ابی الدنیا، الغیبۃ والنمیمۃ، الحدیث:۸۳، ج:۴، ص:۳۷۳]

میاں صاحب: تو یہ تو فاسق کو کہا ہے۔

ارشاد: فسقِ عقیدہ، فسقِ عمل سے بدرجہا بدتر ہے۔

میاں صاحب: بے شک۔

ارشاد: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب بد مذہبوں کو جہنمی بتایا:

كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةٌ

ترجمہ: ایک فرقے کے علاوہ باقی سب فرقے دوزخی ہیں۔(المعجم الاوسط، الحدیث:۴۸۸۶، ج:۳، ص:۳۸۰) اب کیا نہ کہا جائے گا کہ رافضی گمراہ جہنمی ہیں!

میاں صاحب: رافضی جہنمی نہیں۔

ارشاد: حدیث کا کیا جواب؟

میاں صاحب: (سکوت فرمایا)

ارشاد: کیا آپ کے نزدیک ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کافر کہنے والا جہنمی نہیں؟

میاں صاحب: کون کہتا ہے؟ کوئی نہیں۔

ارشاد: رافضی کہتے ہیں۔

میاں صاحب: کوئی رافضی ایسا نہیں کہتا۔

مولوی سید تصدق علی صاحب: چھپی ہوئی کتابیں تو موجود ہیں اور کوئی کہتا ہی نہیں!

میاں صاحب: میرے دس بارہ ہزار ملاقاتی اور عزیز رافضی ہیں، کسی نے میرے سامنے اس کا اقرار نہیں کیا، کوئی ایسا نہیں کہتا۔

سید مختار صاحب: حضرت وہ ضرور ایسا کہتے ہیں۔ آپ کے سامنے تقیۃً کچھ اور کہہ دیا ہو گا۔

ارشاد: حضرت اب وجہِ حمایت معلوم ہوئی!

میاں صاحب: پھر بھائی تم اُنہیں برا کہو، وہ تمہیں بُرا کہیں۔

ارشاد: اس کی پرواہ نہیں۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب اب تک [بُرا] کہا جاتا ہے۔

میاں صاحب: ایسے ہی وہ بھی کہتے ہیں۔

ارشاد: آپ کے نزدیک یہود و نصاریٰ گمراہ ہیں یا نہیں؟

میاں صاحب: ہوں گے۔

ارشاد: ہیں یا نہیں؟

میاں صاحب: ہوں گے (اللہ اللہ ضروریات دین میں بھی تامل)

سید مختار صاحب: اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی وہ بھی آپ کو کہتے ہیں تو اہلِ باطل اگر اہلِ حق کو اہلِ باطل کہیں، اس سے اہلِ حق انہیں اہلِ باطل کہنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

میاں صاحب: تشدد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں رافضیوں نے سنیوں کو قتل کیا، سنیوں نے رافضیوں کو مارا۔ ہمارے نزدیک دونوں مَردود (اللہ اللہ کفریات بکنے والوں کو گمراہ نہ کہے، رافضیوں کو جہنمی نہ بتائے مگر سنی ضرور مردود۔ اناللہ وانا الیہ راجعون)

ارشاد: آپ ایسا فرمایئے مگر اہلِ سنت ایسا ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

میاں صاحب: جب دونوں مسلمان ہیں اور باہم لڑے، دونوں مردود ہوئے (سبحٰن اللہ اسی دلیل سے خارجیوں نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور اہلِ جمل واہلِ صفّین سب پر معاذاللہ وہ حکم ناپاک لگایا تھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون)

ارشاد: بھلا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جو ایک دن میں پانچ ہزار کلمہ گو قتل فرمائے جو نہ صرف مسلمان بلکہ قُرّاء و علماء کہلاتے، اُس کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

سید مختار صاحب: میاں صاحب یہ بحث ختم نہ ہوگی۔ اب تشریف لے چلیے اور اس جلسے کو خوشی و خوش اسلوبی پر ختم کیجیے۔

میاں صاحب: (کھڑے ہو کر تشریف لے جاتے وقت) ابو بکر صدیق کو کسی نے اُن کے سامنے برا کہا۔ لوگوں نے اُسے قتل کرنا چاہا۔ صدیق نے فرمایا کہ قتل میرے برا کہنے والے کے لیے نہیں ہے۔

(آگے تتمہ [یعنی خاتمہ]، حدیث یوں ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے،(المعجم الصغیر اللطبرانی، ج:۱، ص:۲۳۶) میاں صاحب یہیں تک پہنچے کہ "اس کے لیے ہے کہ" اعلیٰ حضرت قبلہ نے سبقت کر کے فرمایا) جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہے معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔

حاضرین سوائے میاں صاحب، سب ہنسنے لگے۔

ارشاد: الحمد للہ ہم امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تابع (یعنی پیروکار) ہیں جنہوں نے خوارِج کو نہ گلے لگایا نہ بھائی بنایا۔ بدمذہبی کے ہوتے ہوئے کچھ پاس (یعنی لحاظ) نہ فرمایا۔

میاں صاحب: السلام علیکم

(جلسہ بالخیر ختم و تمام والحمد للہ)